Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | منگل ۲۶ جمادی الاوّل ۱۴۱۰ھ ، ۲۶ فتح ۱۳۶۸ہش ، ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۹۳

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ بجز تقویٰ طہارت اور رجوع الی اللہ کے اور کوئی چارہ نہیں۔ گو لوگ اسے دیوانہ پن سمجھتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ دنیا خود بخود نہیں ہے۔ ایک خالق اور مدبّر کے ماتحت یہ چل رہی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ زمین پر پاپ اور گناہ بہت بڑھ گیا ہے تو وہ تنبیہ نازل کرتا ہے اور جب رجوع الی اللہ ہو تو پھر اُسے اٹھا لیتا ہے۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ لوگ بہت بے باک ہیں اور اُن کو ابھی تک کچھ پرواہ نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۲۵)

(ایک صاحب نے سوال کیا: کبھی نماز میں لذت آتی ہے اور کبھی وہ لذت جاتی رہتی ہے۔ اس کا کیا علاج ہے؟) فرمایا:-

"ہمت نہیں ہارنی چاہیئے بلکہ اس لذّت کے کھوئے جانے کو محسوس کرنے اور پھر اس کو حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ جیسے چور آوے اور وہ مال اُڑا کر لے جاوے تو اس کا افسوس ہوتا ہے اور پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ آئندہ اس خطرہ سے محفوظ رہے۔ اس لئے معمول سے زیادہ ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح پر جو خبیث نماز کے ذوق اور اُنس کو لے گیا ہے تو اس سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے؟ اور کیوں نہ اس پر افسوس کیا جاوے؟ انسان جب یہ حالت دیکھے کہ اس کا اُنس و ذوق جاتا رہا ہے تو وہ بے فکر اور بے غم نہ ہو۔ نماز میں بے ذوقی کا پیدا ہونا ایک سارق کی چوری اور روحانی بیماری ہے جیسے ایک مریض کے مُنہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے تو وہ فی الفور علاج کی فکر کرتا ہے۔ اسی طرح پر جس کا روحانی مذاق بگڑ جاوے اس کو بہت جلد اصلاح کی فکر کرنی لازم ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۳۱)

اللہ تعالیٰ کا اپنے مقربوں سے سلوک

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"بعض لوگ جب خدا کی رحمت اور مغفرت کی بعض بے سروپا روایتیں سُن لیتے ہیں تو دلیر ہو جاتے ہیں مگر سب کا یہ حال نہیں۔ میں نے بڑے بڑے نیک لوگ دیکھے ہیں ان میں سے ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کاشت کرتے تھے تو ادرسیدہ تھے جب کوئی حکام سے سفارش کے لئے کہتے تو اپنی سادگی سے جس حال میں ہوتے چل پڑتے۔ ایک دفعہ کسی غریب نے سفارش کے لئے عرض کیا۔ اس وقت کھیت کو پانی دے رہے تھے۔ اسی طرح کہی کندھے پر رکھے پاؤں گھٹنوں تک کیچڑ سے بھرے ہوئے کچہری چلے گئے۔ تحصیلدار جس کے پاس گئے تھے اس نے بد گمانی سے کام لیا وہ سمجھا یہ مکار آدمی ہے اس نے جھڑک دیا۔ آپ نے کہا اچھا! اب تم نے غصہ تو نکال لیا سفارش قبول کر لو۔ تحصیلدار نے پرواہ نہ کی بلکہ کہا جاؤ جی! تم جیسے کئی دیکھے ہیں۔ آپ واپس چلے گئے۔ ایک مولوی صاحب پاس بیٹھے تھے انہوں نے تحصیلدار کو یقین دلایا کہ یہ ایسا ویسا آدمی نہیں۔ اس کے کہنے سننے سے تحصیلدار نے کہا۔ اچھا بلا لاؤ۔ وہ گئے اور عرض کیا۔ میاں صاحب آپ کو پہچانا نہیں۔ فرمایا اب تو یہ معاملہ عرش تک پہنچ گیا۔ اب وہاں سے موڑنا میرا کام نہیں۔ انہوں نے کہا پھر کیا ہوگا۔ کہنے لگے تیسرے دن دیکھ لوگے۔ آخر یوں ہوا کہ وہ ایک مقدمہ میں گرفتار ہو گیا۔ تین برس با مشقت قید کی سزا ہوئی جیل خانہ سے تبدیل ہوئے اونٹ پر سوار کرایا گیا۔ گرا اور ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ غرض نیکوں کو نیکی کی اور بدوں کو بدی کی سزا ملتی ہے جزا وسزا کا مسئلہ برحق ہے جو اللہ اور رسول کو مان کر پھر بھی جرائم پیشہ ہیں وہ توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل کرے گا۔"

خطبات نور جلد دوم (صفحہ ۲۳۳)

شکریہ احباب و درخواستِ دعا

میرے بیٹے عزیزم سید قمر سلیمان احمد کے حادثے پر احباب جماعت اور بہنوں نے جس محبت کا سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ تمام بھائیوں اور بہنوں کو اپنی جناب سے احسن اجر عطا فرمائے اور اپنے بے پایاں فضلوں سے نوازے

(اب وہ خدا کے فضل سے رُوبصحت ہیں)

حادثے والی رات فضلِ عمر ہسپتال کے ڈاکٹروں اور دوسرے عملے نے جس طرح عزیزم قمر سلیمان کو طبّی امداد دینے کیلئے مسلسل کئی گھنٹے محنت اور کوشش کی پھر ربوہ کے بے شمار خدام نے جس طرح عزیز کے لئے خون مہیا کیا۔ اپریشن کے موقعہ پر اسلام آباد اور راولپنڈی کے خدام نے خون مہیّا کرنے کے لئے جس طرح اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور پھر ربوہ میں اور اسلام آباد قیام کے دوران جس طرح ربوہ اور اسلام آباد اور

باقی صفحہ ۶ پر

خصوصی درخواست دعا

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ رقم فرماتی ہیں:۔

"کل شام کی اطلاع کے مطابق میری بھانجی عزیزہ منصورہ بیگم (بیگم مبشر احمد چوہدری) کا بروز پیر "عادل ہاسپٹل لاہور" میں میجر اپریشن ہو رہا ہے۔ تمام احباب کرام جماعت و بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو معجزانہ طور پر شفائے کاملہ عطا فرماتے ہوئے ہر قسم کی پیچیدگی اور آزمائش سے محفوظ رکھے۔

"مہر آپا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: ـــــ آغا سیف اللہ ، پرنٹر: ـــــ قاضی منیر احمد
مطبع : ـــــ ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: ـــ دار النصر غربی ربوہ ، قیمت : ـــ ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۶ فتح ۱۳۶۸ ہش ۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء

امن عامہ کی صورت حال

یہ جو ہم پر مقدمات دائر کئے جا رہے ہیں اور جن کا تعلق C-298 سے بنایا جاتا ہے اور جن کے متعلق کراچی کے رسالہ تحفظ ختم نبوت نے گذشتہ ایام میں کہا تھا کہ احمدیوں پر C-298 کے مقدمات بھی بنائے جا رہے ہیں اور پھر بھی یہ لوگ "باز" نہیں آتے۔ ان مقدمات کے متعلق تو عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ قاعدہ موجود ہو تو مقدمہ کرنا ہر شخص کا حق ہے اور جس کے خلاف مقدمہ کیا جاتا ہے اس کا بھی حق ہے کہ عدالت میں جا کر اپنی بے گناہی ثابت کرے۔ لیکن کوئی یہ پوچھے کہ اگر کوئی شخص بس پر کہیں جا رہا ہو اور اسے بس سے اتار کر زدو کوب کیا جائے تو اس کو کس کھاتے میں ڈالا جائے۔ یہ تو سیدھا سادہ امن عامہ یا عدم امن عامہ ـــ جو چاہیں کہہ لیں ـــ کا معاملہ ہے۔ اس میں تو حکومت کو سختی سے نوٹس لینا چاہیئے۔ ایسی کیفیات تو امن عامہ کی قاتل ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ بے گناہوں، معصوموں اور امن عامہ کے پرستاروں کو بسوں سے اتار کر زدو کوب کرنا شروع کر دیا جائے اور لوگ اور حکومت منہ دیکھتے رہیں۔

گذشتہ دنوں قاسم محمد صاحب ناصر عدالت سے فارغ ہو کر بس کے ذریعہ خوشاب آ رہے تھے تو گورنمنٹ کالج جوہر آباد کے سامنے ختم نبوت کے شرپسندوں نے بس روک کر قاسم صاحب کو بس سے اتار لیا اور پیٹنا شروع کر دیا۔ عدالت تو جو چاہے سزا دے۔ مجرم گردانے یا بری کر دے یہ اس کا حق ہے اور ہم سب سے زیادہ اس حق کو تسلیم کرنے والے ہیں لیکن بسوں سے اُتار کر زدوکوب کرنا غنڈہ گردی ہے اور اس کا سدِّباب صرف اور صرف حکومت ہی کر سکتی ہے۔ اور جو حکومتیں ایسی غنڈہ گردی کا سدِّباب نہیں کرتیں وہ اپنی بقاء کی گردن پر تبر رکھ لیتی ہیں۔ تاریخ ہمیں یہی کچھ بتاتی ہے اور آج کا زمانہ بھی کبھی تاریخ بننے والا ہے۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے اسے کبھی تاریخ ہی کے آئینہ میں دیکھا جائے گا۔ اور پھر ہلاکت کے منہ میں جانے والے لوگ کفِ افسوس ملتے رہ جائیں گے۔ کاش ہم نے اپنی ذمہ داری کی طرف پوری طرح توجہ دی ہوتی۔ لیکن جب چڑیاں چگ جائیں کھیت ـــــ

معصوم بنو ، معصوم بنو
مظلوم بنو ، مظلوم بنو
یہ راز ہے نیکوکاری کا
تم ظلم سے کیوں مذموم بنو

ابو الاقبال ـــــــــ

○

یہ لوگ نہیں تو اور کہاں سے ہم لوگوں کو لائیں گے
یہ اپنے ہیں اپنے ہی رہیں ہم ان کو ہی اپنائیں گے

گر لمحے لوٹ نہیں سکتے تو صدیاں کیسے لوٹیں گی
اور جان کی بازی ہارنے کا قصّہ ہم کیا دہرائیں گے

اس دل کو راکھ بنا کر ہم نے اک شعلہ بھڑکایا ہے
اب اس کی لَو میں لوگوں کے سب رُوپ نظر آ جائینگے

کیا جانیں کیا کچھ سوچ کے دینے والا ہم کو دیتا ہے
یہ دامن چھید بھرا تو ہے پر ہم اس کو پھیلائیں گے

بُجھتی ہیں تو بُجھنے دو شمعیں گلیوں میں اندھیرا ہے تو کیا
وہ میرا گھر پہچانتے ہیں وہ مجھ سے ملنے آئیں گے

جو اپنے دست و بازو کے کس بل پر آج اتراتے ہیں
وہ کل اللہ کی قدرت کے جلووں سے بہت شرمائینگے

ہم اپنے ارادوں کو دیوار کی اک تحریر سمجھتے ہیں
یہ بات خدا نے چاہا تو اوروں کو بھی سمجھائیں گے

ہم موسیقار ہیں جس گھر کے اس گھر کی اک پہچان ہے یہ
ہم دُھن بھی آپ بنائیں گے نغمے بھی آپ ہی گائیں گے

مَیں اُن کی جانب دیکھ کے دل ہی دل میں باتیں کرتا ہوں
اور آنکھیں موند کے سوچتا ہوں کیا وہ مجھ کو بہلائیں گے

غم اپنا تو غم ہوتا ہے اوروں کے غم کو کیا کہئے
کب دنیا والے دنیا بھر کے غم کو نسیم اپنائینگے

نسیم سیفی

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلقینِ عمل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں :-

"ایک اور بات جس کی طرف میں نے پہلے بھی کئی دفعہ توجہ دلائی ہے۔ لیکن اب تک توجہ نہیں کی گئی۔ یہ ہے کہ ہر خادم کو کوئی نہ کوئی ہنر آنا چاہیئے۔ پڑھنا لکھنا غیر طبعی چیز ہے اور ہنر ایک طبعی چیز ہے۔ جو ہر جگہ کام آسکتی ہے۔ مثلاً معماری ہے لوہاری ہے۔ نجاری ہے۔ یا اسی قسم کے اور پیشے ہیں۔ پیشہ ور ہر جگہ اپنے گذارے کی صورت پیدا کر لیتا ہے۔ اور لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کو اگر اچھی عربی آتی ہے اور آپ افغانستان چلے جائیں تو آپ کی کوئی قیمت نہیں۔ لیکن اگر آپ لوہار یا نجار کا کام جانتے ہیں یا آپ درزی ہیں یا آپ جوتا بنانا جانتے ہیں تو آپ کی بڑی قیمت ہے۔ اسی طرح آپ کو اچھی انگریزی آتی ہے اور آپ آزاد علاقے میں چلے جائیں تو آپ کی کوئی قیمت نہیں لیکن اگر آپ لوہار کا کام جانتے ہیں یا اچھے بڑھئی ہیں تو وہ آپ کو سر پر اٹھالیں گے۔ یہی حال جرمنی اور فرانس وغیرہ کا ہے وہاں بھی محض علم کی کوئی قیمت نہیں۔ لیکن اگر آپ کو کوئی پیشہ آتا ہے۔ تو آپ کی بڑی قیمت ہے۔ اسی طرح آپ وحشی قبائل میں چلے جائیں۔ تو وہاں بھی پیشے کی بڑی قدر ہوتی ہے لیکن فلسفہ کسی کام نہیں آسکتا۔ میں نے کہا تھا ایسی جماعتیں جن کو ہر وقت خطرات درپیش ہوں۔ ان کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ مختلف قسم کے پیشے اور ہنر سیکھیں۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خدام نے اس طرف بھی توجہ نہیں کی۔ سب سے زیادہ ملزم اس بارے میں مرکزی عہدہ دار ہیں۔ میں نے تو ایک صنعتی سکول بھی کھولا تھا۔ اور چاہا تھا کہ جماعت کے نوجوان مختلف قسم کے پیشے اور ہنر سیکھ کر باعزت طور پر اپنی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں۔ مگر اس کی طرف بھی توجہ نہ کی گئی اور وہ مدرسہ بند کرنا پڑا۔ بہرحال جماعت کے نوجوانوں کو کسی نہ کسی پیشے کے سیکھنے کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔ مختلف قسم کے پیشے اور ہنر جاننا غیر ملکوں میں جانے کے لئے بڑی سہولت پیدا کرنے والی چیز ہے۔ اور ان کے ذریعے وہاں آسانی سے روزی کمائی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ہماری جماعت کی ترقی میں بھی ان پیشوں کا بہت دخل ہے۔

(حضور نے یہ تقریر ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو فرمائی تھی)۔

حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ھیں :-

"میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نئی نسلیں جب تک اس دین اور ان اصولوں کی حامل نہ ہوں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں۔ اس وقت تک اس سلسلے کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا۔ بے شک ترقی ہوتی ہے مگر اس طرح کہ کبھی ترقی ہوئی اور کبھی رک گئی کبھی بڑھ گئے اور کبھی رخنہ واقع ہو گیا اس طرح وہ الٰہی سلسلہ پہاڑوں کی طرح اونچا نیچا ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن بہرحال رخنہ بری چیز ہے۔ کوئی اچھی چیز نہیں۔ اور ہمیں اس کو جلد سے جلد دور کرنا چاہیئے۔ مگر یہ رخنے آج ہم میں ہی پیدا نہیں ہوئے۔ پہلی قوموں اور پہلے زمانوں میں بھی موجود تھے۔ جن کو نظر انداز کرتے ہوئے بعض لوگ ہماری جماعت پر یہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ اگر یہ الٰہی سلسلہ ہے تو اس میں فلاں نقص کیوں ہے حالانکہ یہ باتیں پہلے زمانوں میں بھی تھیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ان چیزوں کو قائم رکھا جائے۔ بلکہ ہمیں ان امور کی اصلاح کا فکر کرنا چاہیئے۔ اور وہ اصلاح اس رنگ میں ہو سکتی ہے کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں کہ دین حق اور احمدیت کا حقیقی مغز انہیں میسر آجائے۔ اگر ان کے اندر اپنے طور پر یہ بات پیدا ہو جائے۔ تو پھر کسی حکم کی ضرورت نہیں رہتی۔ حکم دینا کوئی ایسا اچھا نہیں ہوتا دنیا میں بہترین مصلح وہی سمجھا جاتا ہے جو تربیت کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پیدا کر دیتا ہے۔ کہ اس کا حکم ماننا لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دل پر کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم باقی الہامی کتب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور الہامی کتابیں تو یہ کہتی ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔ مگر قرآن یہ کہتا ہے کہ اس لئے کرو۔ گویا وہ خالی حکم نہیں دیتا بلکہ اس حکم پر عمل کرنے کی انسانی قلوب میں رغبت بھی پیدا کر دیتا ہے تو سمجھانا اور سمجھا کر قوم کے افراد کو ترقی کے میدان میں اپنے ساتھ لئے جانا یہ کامیابی کا ایک اہم گر ہے۔ اور قرآن کریم نے اس پر خاص زور دیا ہے۔ چنانچہ سورہ لقمان میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے جو نصیحتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک نصیحت یہ ہے کہ اپنے چلنے میں درمیانی راہ اختیار کر اور اپنی آواز کو نیچا کر کہ تمہارے ساتھ چونکہ کمزور لوگ بھی ہوں گے۔ اس لئے ایسی طرز پر چلنا کہ کمزور رہ نہ جائے۔ بے شک تم آگے بڑھنے کی بھی کوشش کرو مگر اتنے تیز بھی نہ ہو جاؤ کہ کمزور طبائع بالکل رہ جائیں۔ دوسرے جب بھی تم کوئی حکم دو تو محبت پیار اور سمجھا کر دو۔ اس طرح نہ کہو کہ ہم یوں کہتے ہیں بلکہ ایسے رنگ میں بات پیش کرو کہ لوگ اسے سمجھ سکیں۔ اور وہ کہیں کہ اس کو تسلیم کرنے میں تو ہمارا اپنا فائدہ ہے آواز کو آہستہ کرنے کے یہی معنے ہیں۔ گویا میانہ روی اور پر حکمت کلام یہ دو چیزیں مل کر قوم میں ترقی کی روح پیدا کیا کرتی ہیں اور پر حکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے کہ دوسروں میں ایسی روح پیدا کر دی جائے کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو سننے والے کہیں کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی۔ یہی وقت ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کا قدم ترقی کی جانب سرعت کے ساتھ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ مگر جب امام کچھ کہے اور ماموم کچھ سمجھیں امیر کوئی حکم دے اور مامور اس سے کوئی مطلب لے اور سمجھنے اور سمجھانے کی کشمکش جاری رہے وہ حکم دے۔ آڈ یہ کہے کہ مجھے پہلے اس کی غرض اور فائدہ سمجھا دیجئے اور جب سمجھایا جائے تو کہے میری سمجھ میں نہیں آیا۔ تو ایسی صورت میں کبھی بھی قومی ترقی نہیں ہو سکتی۔ لیکن جب امیر اور مامور کے آپس میں ایسے تعلقات ہوں یا تربیت دماغی ایسے رنگ میں ہو چکی ہو کہ امیر جب کوئی حکم دے تو سب لوگ یہ سمجھیں کہ اس میں ہمارا فائدہ ہے اور یہی ہماری اپنی خواہش تھی تو اس وقت یقیناً وہ ترقی کر جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں مثل ہے کہ "سو سیانے تے اکو مت"، یعنی اگر ۱۰۰ عقل مند ہوں تو وہ سب ایک ہی بات پر متفق ہوں گے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ کہے۔ اس طرح اگر ہم ساری جماعت کو عقل مند بنا دیں تو سب کی ایک ہی رائے ہو۔ اور متحدہ عزم اور متحدہ ارادے اور متحدہ کوششیں اپنے اندر جو اثر رکھتی ہیں وہ بہت وسیع ہوتے ہیں۔ لیکن اگر امیر کی عقل تو تیز ہو لیکن مامور کی نہیں مامور قدم قدم پر ٹھہر جاتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھے سمجھا لیجیے۔ ایسا نہ ہو مجھے کوئی غلطی لگ جائے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس امیر کی کوششیں بار آور نہیں ہوتیں۔ اور قوم کامیابی کا پھل کھانے سے محروم رہتی ہے۔ تو بہترین ذریعہ قومی ترقی کا یہ ہوتا ہے۔ کہ ساروں کی عقل تیز کر دی جائے۔ ادھر انہیں حکم ملے اور ادھر طبائع اس پر عمل کرنے کے لئے پہلے ہی تیار ہوں۔ اور وہ کہیں کہ ہم تو پہلے ہی اس کے منتظر تھے۔ حدیثوں میں ایسے بہت سے واقعات آتے ہیں کہ جب قرآنی احکام نازل ہوتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہم تو پہلے ہی ان احکام کے منتظر تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ فوراً عمل کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اور بحث اور غلط بحث سے بچ جاتے۔ پس ایسے ذرائع کو اختیار کرنا چاہیئے جن سے قوم کے دماغ کی تربیت ہو اور خصوصاً نوجوانوں کے دماغ کی تربیت ہو۔ کیونکہ زیادہ تر کاموں کی ذمہ داری آئندہ نوجوانوں پر ہی پڑنے والی ہوتی ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر محمد ارشد چوہدری
مینجر مبارکہ اکیڈیمی۔ ربوہ

تعلیمِ انساں

قسط نمبر ۲، آخر

ثانوی تعلیم

مہذب معاشروں میں چونکہ ثانوی تعلیم بھی لازمی ہوتی ہے۔ اس لئے داخلہ امتحانات اور ترقی وغیرہ کے قواعد وہی رکھے جاتے ہیں جو لازمی تعلیم کے لوازمات ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

البتہ اب بچے کی رسمی تعلیم کی ابتداء ہوتی ہے۔ ابھی تک تو اس کی زبانی اور مقداری صلاحیتوں ہی کو استوار کیا گیا ہے اب ان صلاحیتوں کا استعمال شروع ہوتا ہے۔ چونکہ بچے کی صلاحیت زبانی اور صلاحیت مقداری پوری طرح یا کافی حد تک ترقی کر چکی ہیں۔ وہ اس قابل ہو گیا ہے۔ کہ اسے علیحدہ علیحدہ مضامین کی شکل میں تعلیم دی جائے۔ زبان نے اسے کتب پڑھنے۔ انہیں سمجھنے۔ اور سمجھنے کے بعد اسے لکھنے یا بیان کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔ اس طرح اس کی صلاحیت مقداری نے اس میں تنقید کرنے ۔ دلائل تلاش کرنے ۔ اور غیر منطقی گفتگو اور تحریر کو شناخت کرنے کی اہلیت پیدا کر دی ہے لہٰذا وہ اب ان دو بنیادی ہتھیاروں کی مدد سے حصول علم کے قابل ہو گیا ہے ۔ اسے ابھی رہنمائی کی ضرورت ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اساتذہ موجود ہیں۔ جن کا کام اسے رٹانا یا یاد کروانا اس لئے نہیں رہا۔ کہ وہ خود پڑھ کر سمجھنے کی اہلیت پیدا کر چکا ہے۔ ان کا کام صرف اس کی رہنمائی۔ اس کے مسائل کا ادراک اور انہیں بطریق احسن حل کرنے میں مدد دینا ہے۔ اساتذہ بچے کی تعلیمی۔ معاشرتی جذباتی اور نفسیاتی مسائل کو پوری طرح سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس اہلیت کے بغیر ان کو یہ کام سپرد ہی نہیں کیا جاتا لیکن چونکہ انسانی دماغ "شائد کائنات کی پیچیدہ ترین مشین ہے۔ اور اس کے متعلق سب کچھ معلوم کرنا ناممکن بھی ہے۔ لہٰذا شک کا فائدہ ہمیشہ بچے کو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ہم اس کے مسائل پوری طرح سمجھ ہی نہ سکے ہوں۔ لہٰذا پدرانہ شفقت بھی اس نظام کا لازمی جزو ہوتا ہے۔

بچے کی مضامین کے انتخاب میں رہنمائی کالج یا یونیورسٹی کی ترجیحات اور قواعد کے مطابق کی جاتی ہے۔ مثلاً بچے کو بتایا جاتا ہے کہ یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کی ترجیحات کیا ہیں۔ لیکن بچے پر کوئی سے بھی مضامین ٹھونسے نہیں جاتے۔ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا فطری تجسس ماند نہ پڑنے پائے اور اس کا ذوق و شوق برقرار رہے۔

امتحانات

امتحانات کا نظام اس طرح سے ترتیب دیا جاتا ہے ۔ کہ بچہ جس فیلڈ میں بھی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرے اسے اس کا پورا کریڈٹ دیا جائے۔ مثلاً اگر وہ چھ مضامین میں سے صرف ایک ہی مضمون میں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تو اسے صرف اسی مضمون کی سند دے دی جائے۔ ظاہر ہے اسے ایک مضمون میں کریڈٹ پر کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ تو نہیں مل سکے گا۔ لیکن اس کی ایک مضمون میں عمدہ کامیابی۔ کچھ اور کریڈٹ جمع کرنے پر اس کے کام آسکے گی۔ اسی طرح امتحانات کی مارکنگ بھی حالات کی مناسبت سے کی جاتی ہے۔ جس کا ایک مختصر سا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے درجنوں تجربہ کار اساتذہ کو سوالات بنانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ (پرچہ سیٹ کرنے کے لئے نہیں) ان سوالات کو جمع کر کے ایک کمیٹی ان میں سے ایسے سوالات کا انتخاب کرتی ہے جو ان کے خیال میں ہر لحاظ سے بچوں کی عمر۔ ان کی استعداد اور ان کے ذخیرہ الفاظ کی حدود میں آتے ہوں۔ پھر جب یہ منتخب سوالات بچوں کو حل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ تو منتظمین امتحانات کو ہدایات دی جاتی ہیں۔ کہ وہ کسی طور پر بھی بچے کو پریشان کرنے اس پر چلانے۔ اسے کمرہ امتحان سے نکالنے یا کوئی اور فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ ان کا کام صرف خاموشی سے بے قاعدگیوں کی رپورٹ کرنا ہے۔ جن پر تحقیقات کے بعد ہی ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ امتحانات کو پرسکون رکھنے کا اس سے بہتر طریق انسانی دماغ نے ابھی تک ایجاد نہیں کیا۔

اور صرف اسی پر بس نہیں۔ پرچوں کی مارکنگ گھروں پر نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس کے لئے سینٹر بنائے جاتے ہیں۔ جہاں پر سب ممتحین جمع ہوتے ہیں۔ ان پر سپروائزر مقرر ہوتے ہیں جو پہلے ہر شخص کو ہر دفعہ مارکنگ کی ٹریننگ دیتے ہیں۔ اس کے بعد سب لوگ ایک ہی ہال میں بیٹھ کر مارکنگ کرتے ہیں۔ جس کی مسلسل نگرانی کی جاتی ہے۔

لیکن چونکہ یہ مقابلے کا امتحان ہے اس لئے کسی سے نادانستہ بے انصافی بھی سرزد نہیں ہونی چاہیئے۔ ایسی صورتحال کے تدارک یا پاس ہونے کے لئے فیصد مارکس مقرر کرنے کی بجائے پوری مارکنگ لسٹ کا MODE لے لیا جاتا ہے۔ یعنی سب سے زیادہ پاپولر مارکس۔ اسی نمبر کو اس امتحان کے لئے کریڈٹ شمار کر لیا جاتا ہے جو وقتاً فوقتاً بدلتا رہتا ہے۔ ہر طالب علم کو اپنی رفتار سے کریڈٹ جمع کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر اس نے ایک امتحان میں دو کریڈٹ حاصل کئے ہیں۔ اور اسے یونیورسٹی کے کسی شعبے میں داخلے کے لئے چار کریڈٹ کی ضرورت ہے۔ تو وہ باقی دو کریڈٹ جب بھی چاہے۔ ان مضامین کا امتحان دے کر حاصل کر سکتا ہے۔ وغیرہ

جماعت احمدیہ کے تعلیمی مسائل

اب تک کی بحث پاکستان کے حوالے سے تعلیم انسانی پر عمومی بحث ہے۔ اب میں جماعت احمدیہ کے تعلیمی مسائل کا تجزیہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ کہ یہی دراصل میری بحث کا بنیادی مقصد ہے یہ خاکہ پیش کرنا اس لئے ضروری تھا۔ کہ ہم ایک نظام تعلیم میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس کو تبدیل کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ لیکن اس نظام تعلیم کی کمزوریوں کی وجہ سے ہمیں برابر نقصان پہنچ رہا ہے ان نقصانات سے جماعت کو بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے ہمیں منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ اور منصوبہ بندی کرنے کے لئے حالات کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے۔

میں نے ایک مؤثر نظام تعلیم کا خاکہ اس لئے بھی پیش کیا ہے۔ کہ ہم اپنے موجودہ نظام تعلیم کا اس مجوزہ نظام تعلیم سے قدم بقدم موازنہ کر کے احمدی بچوں کے لئے ایک ایسا نظام وضع کر سکیں۔ جو ہماری توقعات پر پورا اتر سکے۔ امام جماعت احمدیہ کی اس سلسلہ میں توقعات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ تو ہم سے یہ توقع لگائے بیٹھے ہیں کہ ہم اگر دنیا بھر میں بہترین تعلیمی ادارے قائم نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم پاکستان میں بہترین تعلیمی ادارے تو قائم کر دکھائیں۔ امام جماعت کی یہ توقعات ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس لئے بھی کہ ہمیں دنیا کی معلمی سونپی گئی ہے۔ اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کے معلم بن کر دکھائیں۔ ہم میں یہ اہلیت موجود بھی ہے۔ لیکن بوجوہ اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

پہلی وجہ تو ہماری اس نظام تعلیم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہونے کی ہے۔ جب تک ہم اس زنجیر کو توڑیں گے نہیں۔ ہم اس نظام تعلیم کے نقصانات سے خود کو بچا نہیں سکیں گے اور چونکہ اس نظام تعلیم کو تبدیل کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے لئے دو ہی راستے کھلے ہیں۔

اوّل۔ اسی نظام تعلیم میں رہتے ہوئے اس کے نقصانات سے محفوظ رہنا۔
دوم۔ بین الاقوامی نظام تعلیم میں شامل ہونا۔

اگر ہمیں اسی نظام تعلیم میں رہنا ہے تو پہلے اس کے نقصانات کا جائزہ لینا ہو گا۔ اس نظام تعلیم کی بنیادی کمزوریاں مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) پوری نرسری۔ نرسری اور پرائمری تعلیم کی سطح پر جن صلاحیتوں کو قائم اور استوار کئے بغیر مزید تعلیم حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ ان صلاحیتوں کو ابھارنے کا کوئی انتظام موجود نہیں ہے۔ مثلاً صلاحیت زبانی کا یہ حال ہے کہ بچے کسی بھی زبان میں اتنی مہارت پیدا نہیں کر پاتے کہ ان کیلئے اس زبان میں تحصیل علم آسان ہو سکے۔ نتیجۃً انہیں رٹہ لگانا پڑتا ہے۔ جو تعلیم کی نفی ہے۔

(ii) اعلیٰ تعلیم بالخصوص اور ثانوی یا ثلاثی تعلیم بالعموم انگریزی زبان میں ایک معقول حد تک مہارت کے بغیر حاصل کرنا محالات میں سے ہے۔ انگریزی زبان جو کہ ہماری تاریخی مجبوری ہے کو سکھانے کا انتظام سرے سے موجود ہی نہیں ہے اور اگر کہیں ہے بھی تو وہ بھی غیر مؤثر ہے۔

(iii) یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ہمارے ہاں علم اور وسعت مطالعہ کا امتحان نہیں ہوتا۔ بلکہ رٹے کا امتحان ہوتا ہے۔ یہ علم کی نفی ہے۔

(iv) مطالعہ کی گیرائی اور گہرائی کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ یہ بھی علم کی نفی ہے

(v) امتحانی سوالات دوروی ہیں چند سوال بغیر سمجھے کرنے سے امتحانوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اعلیٰ کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

(vi) امتحانات کو ایسے بنا دیا گیا ہے کہ نصابی کتب کو ہاتھ لگائے بغیر محض خلاصوں اور نوٹس سے بڑے سے بڑا امتحان پاس کیا جا سکتا ہے۔

(vii) اس سسٹم میں مطالعہ وسیع کرنے سے نتائج خراب آتے ہیں۔ اور نصاب کے منتخب حصے کر لینے سے بہت اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

(viii) یہ سسٹم عالم۔ تاریخ دان۔ سائنس دان جغرافیہ دان۔ سیاستدان یا کوئی سا بھی دان پیدا کرنے سے قاصر ہے۔

(ix) اس سسٹم میں تعلیم برائے تعلیم کا تصور تک بھی موجود نہیں ہے۔

(x) اس سسٹم میں کرپشن قانون اور قانون کرپشن بن چکی ہے۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

ان نقصانات سے حفاظت کا انتظام کرنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس کیلئے ایسے اشخاص کی ضرورت ہے۔ جن کی زندگی کا مقصدِ واحد ہی اپنی نسلوں کو تعلیمی دلدل سے نکال کر اعلیٰ ترین سطح پر پہنچانا ہو۔ ان کی روح اس مشن کو بصد بصیرت قبول کر چکی ہو۔ اور پھر ان میں چٹان کی سی مضبوطی ہو۔ جو خود تو اپنا رُخ موڑ ہی نہ سکتے ہوں۔ البتہ سیلاب کا رُخ ضرور موڑ دیں۔

پھر ایسے اشخاص سے کام لینے والے منتظمین بدرجہ اولیٰ اسی مشن اور اسی مضبوطی کے حامل ہوں۔ تا اختلاف رائے کی صورت میں وہ اصول اور جماعتی مفاد کی خاطر اپنی ذاتی انا کو قربان کر سکیں۔ کام کرنے والوں کے ہاتھ باندھ کر ان سے ذمہ داری قبول کرنے کی توقع نہ کریں۔ بلکہ ایک طے شدہ پالیسی کے خطوط کے اندر رہتے ہوئے اداروں کے سربراہان کو مکمل آزادی دے کر ان سے نتائج معقولہ کا مطالبہ کریں۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

مضمون وسیع ہے۔ مگر اسی پر کفایت کرتا ہوں۔ تاکہ مضمون عام فہم رہے

ــــ دوم ــــ

بین الاقوامی نظام تعلیم میں شمولیت

جماعت احمدیہ کے تعلیمی مسائل کا متبادل حل بین الاقوامی نظام تعلیم میں شمولیت ہے۔ یہ حل نسبتاً آسان ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ دنیا بھر میں جہاں بھی تعلیم پر تحقیق ہو رہی ہے اور جس پر اربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ ہم اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہی نصاب۔ وہی کتب اور وہی امتحان۔ صرف احمدیت کے مضمون کا اضافہ کرنا ہوگا۔

خوش قسمتی سے اب دنیا اس رنگ میں آ چکی ہے کہ پاکستان میں بیٹھے بیٹھے دنیا بھر کے تعلیمی اداروں سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ بعض سے الحاق بھی ہو سکتا ہے اور بعض دیگر اداروں سے بغیر الحاق اور رابطہ کے بھی ان کے سسٹم میں شامل ہوا جا سکتا ہے اور یہ بات نرسری۔ پرائمری۔ ثانوی۔ ثلاثی اور اعلیٰ تعلیم۔ سبھی سطحوں پر ممکن ہے۔ اور یہ طریق کار ہمارے ملک میں بھی نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ مقبول بھی ہے۔

لیکن اس کام میں بے حد احتیاط کی ضرورت بھی ہے۔ صرف وہی لوگ اس نظام کو چلا سکتے ہیں۔ جو یا تو خود اس سسٹم کی پیداوار ہوں۔ یا پھر انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اس سسٹم میں بطور طالب علم یا بطور استاد گزارا ہو۔ دوسرا شخص کلیۃً اس سسٹم میں فٹ نہیں ہو سکتا۔

حرفِ آخر

مجھے یہ بحث لکھنے میں بعض دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ جس سے اس مضمون کی افادیت کم ہو کر رہ گئی ہے۔

اوّل۔ انگریزی زبان کے ذریعہ سے حاصل کردہ خیالات کو اردو زبان میں ڈھالنا پڑا ہے۔ جس سے اصل مفہوم کو ادا کرنے میں دقت پیش آئی ہے۔

دوم۔ ہمارے ہاں تعمیری تنقید کو بھی برداشت نہ کرنے کی روایت ہے۔ جس سے الفاظ کے انتخاب کا حق ادا نہیں ہو سکا ہے۔

سوم۔ مضمون اس قدر وسیع ہے کہ اسے چند صفحات میں سمونا ناممکن ہے۔

میری ان کمزوریوں کے پیش نظر اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر وہ پسند فرمائیں تو اس مقالہ پر تبصرہ فرما کر میری رہنمائی فرمائیں۔ میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں گا۔

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

شذرات

نون۔ سین

فلسطین

فلسطینیوں کے اس مطالبے کی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں حمایت کرتے ہوئے کہ انہیں ایک باقاعدہ ریاست قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔ پاکستان نے کہا ہے کہ جب تک اسرائیل تمام مقبوضہ عرب علاقے خالی نہیں کر دیتا۔ اس وقت تک مشرق وسطیٰ میں امن کا قیام ایک امید موہوم ہے۔ ایک خاصے لمبے عرصے تک اسرائیل کی ہٹ دھرمی کو تباہ کن طریق پر چلنے دیا گیا ہے۔ پاکستان کے نمائندے سردار حاجی گل خطاب خان نے کہا کہ تمام بڑی طاقتوں کو مل کر اس اسرائیلی کیفیت کا خاتمہ کرنا چاہیئے۔ آپ مشرق وسطیٰ کی موجودہ حالت کے متعلق ایک بحث میں حصہ لے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینی ریاست کا قیام ایک شاندار سنگ میل ہے جو فلسطینیوں کی نہایت مشکل منزل کی راہ میں آیا ہے۔

حاجی گل خطاب خان نیشنل اسمبلی کے رکن ہیں اور پی ایل او کے دو ڈرافٹ ریزولیوشن کے پیش نظر یہ بات کہہ رہے تھے۔ ان ریزولیوشنز میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ پی ایل او کے مشن کو سرکاری طور پر ایک غیر ممبر ریاست کا نمائندہ سمجھا جائے اس وقت اقوام متحدہ میں پی۔ایل۔او کے نمائندے کی پوزیشن صرف ایک آبزرور تنظیم کے نمائندہ کی ہے۔ جونہی یہ مطالبہ سامنے آیا۔ امریکہ نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ اگر ایسا کیا گیا تو وہ اقوام متحدہ کی ہر قسم کی مالی مدد (چندے کی صورت میں) بند کر دیں گے۔ امریکہ کا یہ فیصلہ امریکہ کے سینئر ٹامس پکرنگ نے سیکرٹری جنرل پیریز دیکوئیار کو پہنچایا۔

یہ جو مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ پی ایل او کی حیثیت کو آگے بڑھایا جائے یہ الجیریا کے اس اعلان کے مطابق ہے۔ جو گذشتہ سال کیا گیا تھا۔ اپنی تقریر میں پاکستانی نمائندے نے کہا کہ گذشتہ ۴۰ سال سے فلسطینی نہایت مشکل حالات میں سے گذر رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں اپنے ایک گھر یعنی ایک ریاست کی شدت کے ساتھ ضرورت ہے۔ پاکستان اسرائیل کی اس پالیسی کی مذمت کرتا ہے کہ وہ اپنی توسیعی سکیموں کے ماتحت غیر علاقوں کو اپنے ملک کے ساتھ شامل کرتا چلا جا رہا ہے لبنان کا جنوبی حصہ جو اس وقت اسرائیل کے پاس ہے۔ وہ بھی اسی توسیعی سکیم کے ماتحت حاصل کیا گیا ہے۔ نمائندے نے یہ بھی کہا کہ اسرائیل کو اس غلط خیال پر اصرار ہے کہ اپنی فوجی برتری کے ذریعے یہ از خود علاقے کے حالات بدل سکتا ہے اور آہستہ آہستہ سارے فلسطینی اور عرب علاقے کو اپنے زیر تسلط لا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ طاقت کے غلط استعمال ہی کے ذریعے کیا جا سکے گا۔ حاجی گل خطاب خان نے کہا کہ سب سے بڑی غلطی جس کا مشرق وسطیٰ میں ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ فلسطینیوں کو ان کے پیدائشی حق سے محروم رکھا جا رہا ہے اور ان کی سلطنت یا ریاست قائم نہیں ہونے دی جاتی۔ انتفادہ کے ذریعے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ فلسطینی کبھی اسرائیل کی اس پوزیشن کو قبول نہیں کریں گے۔ جہاں تک عربوں کا تعلق ہے۔ وہ حقیقی معنوں میں امن کے خواہاں ہیں اور الجیریا میں فلسطینی نیشنل کونسل نے جو ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ اس ریزولیوشن میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ مشرق وسطیٰ میں امن کے لئے ایک عالمی کانفرنس بلائی جائے جہاں تک اسرائیل کا تعلق ہے۔ اسے یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ اسکو مستقل امن اور احتجاج میں سے کسی ایک چیز کو قبول کرنا پڑے گا۔ ابھی تک مشرق وسطیٰ میں امن کے امکانات واضح ہیں۔ لیکن اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ اسرائیل گفت وشنید کی طرف مائل ہو۔ آج سے ۴۰ سال پہلے جب فلسطینیوں کو ان کے ملک سے اکھاڑ باہر پھینکا گیا تھا۔ پاکستان ہمیشہ ان کے حق میں آواز اٹھاتا رہا ہے۔ اور جہاں کہیں ممکن ہوا ہے اپنی حمایت کا عملی طور پر اظہار کرتا رہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم عبد السلام صاحب زرگر نے جرمنی سے ہمیں یاد فرمایا ہے اور اس بنک کا پورا پتہ پوچھا ہے جہاں پر ہر قسم کے سکے رکھے گئے ہیں اور جسے سکوں کے عجائب گھر کی شکل دی جا رہی ہے ہمیں تو جتنی معلومات میسر آئیں ہم نے شائع کر دی تھیں۔ ہمارے خیال میں اس بنک کا پورا پتہ جرمنی کے دفاعی دفتر اطلاعات سے مل سکے گا اگر مکرم عبد السلام صاحب کو یہ پتہ مل جائے تو ہمیں بھی اطلاع دیں تا کہ ہم دیگر دوستوں کے فائدے کے لئے الفضل میں شائع کر دیں۔

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب سابق مربی امریکہ لکھتے ہیں کہ:۔

ہر دلعزیز اور محبوب ہستی کی عظمت کا ثبوت اس حقیقت میں بھی ملتا ہے کہ اسکو چاہنے والا ہر فرد یہی سمجھتا ہے۔ دیانتداری سے۔ کہ اس کا محبوب اسی سے خاص محبت کا سلوک کرتا ہے۔ اسی نے عشرت صاحب کو بھی اپنے آقا اور مقتدا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ثالث کی ذرہ نوازی پر ناز ہے مجھے بھی ان کا نوٹ پڑھکر بعض باتیں یاد آرہی ہیں۔ جنکا ذکر کرنا میرے لئے باعث افتخار ہے۔ غالباً ۱۹۷٦ء کے جلسہ سالانہ کی بات ہے میں پہلی مرتبہ امریکہ میں پانچ سال کی خدمت کے بعد واپس ربوہ آیا تھا۔ غیر ملکی وفود کی ملاقات ایک صبح ہونے والی تھی۔ میں سیڑھیوں کے سامنے سے گذر کر صحن میں آنے لگا کہ حضور نے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا۔ "ادھر آئیں۔ اکٹھے چلتے ہیں" صحن میں امریکہ کے وفد کا فوٹو ہونے لگا۔ میں بحیثیت مربی ارکان وفد کے ساتھ کھڑا ہونے لگا۔ بلکہ کھڑا ہو ہی گیا۔ وکالت تبشیر کے نمائندہ نے بلند آواز سے اطلاعاً کہا کہ مربیوں کو وفد میں شامل ہونے کی اجازت نہیں۔ قانون یا روایت کا احترام کرنے کے لئے میں فوراً قطار سے علیحدہ ہو گیا۔ حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کر۔ اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔ یہ فرماتے ہوئے کہ یہ اعلان آپ کے لئے نہیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے۔ میں ان دنوں سکول کا ہیڈ ماسٹر تھا صبح صبح پرائیویٹ سکرٹری کے دفتر میں جا کر ملاقات کی فہرست میں کوشش کر کے اپنا نام پہلے نمبر پر درج کروایا تا کہ جلد فارغ ہو کر سکول کا کام سنبھال سکوں عبد اللطیف (منہا) نے فہرست حضور کی خدمت میں پیش کی تو حضور نے پہلے نمبر کو آخری نمبر کر دیا اسکا مجھے افسوس ہوا اور طبیعت پر گراں گذرا۔ لیکن آخر حضور کی پسند اور حکمت عملی کا معاملہ تھا۔ مجھے آخر تک ٹھہرنا پڑا۔ اور جب میری باری آئی۔ تو چہرے سے گھبراہٹ نظر آرہی تھی۔ ملاقات کے کمرہ میں داخل ہوا۔ تو حضور نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس صوفہ پر بٹھا لیا اور فرمایا کہ میں نے آپ کا نام آخر میں اسلئے کر دیا تھا کہ بعد میں آرام سے باتیں کرینگے۔ چنانچہ میں اتنی دیر حضور کے ساتھ رہا کہ طبیعت سیر ہو گئی اب ایک اور نوازش دیکھئے۔ امریکہ میں مجھے ایک روز حضور اور حضرت بیگم صاحبہ کی طرف سے تار ملا "امۃ الرشید (میری بیٹی) کی منگنی مبارک ہو" میں حیران کہ میں نے تو کسی جگہ رشتہ کی تحریک ہی نہیں کی۔ یہ منگنی کہاں اور کیسے ہو گئی اگلی صبح گھر سے فون آیا تو پتہ چلا۔ حضور نے از خود ہی اس رشتہ کی تحریک فرمائی۔ عزیزم غاہد احمد سعدی کے ساتھ۔ اور اسکا انتظام کر کے۔ خاکسار کو اطلاع دیدی۔

محترمہ مسعودہ شاہدہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ناروے لکھتی ہیں:۔

محترمہ بہت دنوں سے کوشش کر رہی تھی کہ آپ کو الفضل کے لئے لکھ کر کچھ ارسال کروں مگر اپنی مصروفیت اور دوسرے دائیں بازو میں درد کے باعث جلد نہ لکھ سکی۔ مگر یقین کریں الفضل میں اپنے چک سکندر کے دکھی بہن بھائیوں اور اپنے پیارے قمر سلیمان بھائی اور کلمہ مٹنے کے بارے میں تمام خبروں پر دل خون کے آنسو روتا رہا اور یہ درد دعا بن کر اپنے خدا کے حضور آنسو رلاتا ہے۔ اس موقع پر اپنے پیارے آقا حضرت فضل عمر کا یہ شعر بار بار زبان پر آتا ہے

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشک چمن اسدن
ہے قادر مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو

میری بہنوں اور میرے بھائیو! زخم پرانے ہوں یا نئے زخم زخم ہی کہلاتے ہیں اور نئے زخم پر پرانے بھی تازہ ہوتے رہتے ہیں تاریخ ہر دور میں ان زخموں کو دہراتی رہی ہے اور دہراتی رہے گی۔ مگر ان زخموں کی مرہم ہمارا مولیٰ ہے۔ پھر راہ خدا میں زخم کھانے والے تو اپنی نسلوں کو سنوار جاتے ہیں اور ان کے نام ہمیشہ تاریخ میں عزت سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ بھی وہ وجود ہیں جن کے نام ہمیشہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔

اے میرے پیارے قمر سلیمان بھائی اس کھیتی کو کون برباد کر سکتا ہے جس کے بیج کو خدا نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا اور آسمانی پانی سے سیراب کیا اے میرے راہ خدا میں دکھ اٹھانے والی تمام بہنو اور بھائیو تم وہ سونا ہو جو آگ میں رہ کر کندن بن رہے ہو۔

اے وہ میری تمام پیاری بہنوں جن کی چادریں دشمن نے اتاریں دشمن کیا جانے کہ ہماری بہنوں کے سروں کو خدا تعالیٰ نے آسمانی چادروں سے ڈھانپا ہوا ہے اور اے میرے پیارے راہ خدا میں جان کا ہدیہ پیش کرنے والو تم نے احمدیت کی کھیتی کو اپنے خون سے سینچا ہے تمہارے خون کے ہر قطرے سے سو سو بالیں اگیں گی اور پھر ہر بالی میں سو سو دانے ہوں گے۔ یہ سودا مہنگا نہیں اس کھیتی کو سینچ کر تم ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے ہو اور احمدیت کو نئی زندگی دے گئے ہو۔ یہ تجارت دوسروں کی سمجھ سے باہر ہے

ہم مغرب کے رہنے والے اپنے پاکستانی بھائیوں کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اپنی اولادوں اور اپنے لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وجودوں کو مغرب میں رہنے والوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے اور ساری دنیا محمد رسول اللہ ؐ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

مکرم عبد الحی بشارت صاحب کینیڈا لکھتے ہیں:۔

کیلگری سے ربوہ کا فاصلہ ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ ہے ربوہ کا دن یہاں کی رات۔ پچھلے دسمبر میں آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ مگر وقت کم ہونے کی وجہ سے زیادہ دیر آپ کی محفل میں نہ بیٹھ سکا۔ البتہ ایک رشتہ جوڑ آیا تھا آپ کی قربت کا۔ دفتر الفضل میں جا کر کیلگری کے لئے پرچہ جاری کروا آیا تھا۔ جب بھی الفضل کے پرچے کو ہاتھ چھوتے ہیں تو وہ رشتہ جو بیس سال پہلے جوڑ آیا تھا اس کے احساس کی لہر بن کر جسم کے روئیں روئیں کو مرتعش کرتی ہوئی روح کی گہرائیوں میں جا اترتی ہے اور آنکھیں ہیں کہ ایک ایک لفظ کا طواف کرنے لگتی ہیں۔ اکثر احباب پوچھنے لگتے ہیں کہ الفضل ملتے ہی تم اتنے گم کیوں ہو جاتے ہو۔ وہ کیا جانیں کہ میری روح تو دور بہت دور محبوب کی گلیوں میں جا پہنچی ہے۔ الفضل اخبار کے الفاظ تو فاصلوں کو سمیٹنے کا باعث بن جاتے ہیں اندھیرے راستوں میں قندیلیں بن جاتے ہیں۔ کبھی لندن لے جاتے ہیں اپنے آقا و محبوب امام کی صحت و عافیت، کامیابی و کامرانی کی دعا کے لئے سجدہ ریز کر دیتے ہیں یہ لفظ الفضل کے۔ تو کبھی ربوہ میں محفل ادب میں لے جاتے ہیں جہاں پرواز کی مناسب سے۔ راجہ غالب ہے۔ محمد علی چوہدری ہے۔ آپ سے ملاقات کروا دیتے ہیں۔ "الفضل" تو فاصلوں کی دیواروں کو گراتا ہی نہیں بلکہ ربوہ کو اور اپنے احباب کو دل کے اندر لے آتا ہے۔ اللہ کریم آپ کے قویٰ میں برکت ڈالے صحت و تندرستی سے رکھے تا کہ یہ رشتہ "الفضل" کا دنیا کے کونے کونے میں جاری و ساری رہے۔

آپ کی خدمت میں ایک غزل ارسال کر رہا ہوں۔ قابل اشاعت سمجھیں تو نثر اور غزل شائع کر دیں۔

بقیہ: شکریہ احباب

راولپنڈی کے احباب جماعت اور بہنوں نے ہمارا خیال رکھا اور محبت کا سلوک کیا یہ سب ایک ناقابل فراموش تجربہ ہے۔

اس موقعہ پر ربوہ میں بھی اور اسلام آباد میں بھی بے شمار بھائیوں اور بہنوں نے دور دور سے تشریف لا کر محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا اور عزیز کی تیمارداری کی۔ اسی طرح پاکستان اور بیرون پاکستان بسنے والے بھائی بہنوں نے دعا اور صدقات اور ہمدردی اور محبت کے پیغامات بھجوائے۔ حادثہ کے وقت میں انگلستان میں تھی۔ وہاں کے احباب نے بھی اس موقعہ پر ہر طرح میری مدد کی اور محبت کا سلوک کیا۔

میں ان سب بھائی بہنوں، فضل عمر ہسپتال کے تمام عملے، ربوہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے خدام اور احباب کی شکر گزار ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ سب کی مشکلات دور فرمائے اور ایک خوش اور خوشحال زندگی سے نوازے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے صدقے میں محبت اور اخوت کا جو رشتہ جماعت میں قائم ہے اسے مزید پختہ اور مضبوط بنا دے اور ہمیں توفیق عطا فرما دے کہ ہم اس رشتہ کی قدر کرنے والے بنیں۔

میں تمام بھائی بہنوں کی خدمت میں درخواست کرتی ہوں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے عزیزم قمر سلیمان اور اس کی بہنوں اور ان کی اولاد کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ہر حادثہ اور مشکل سے بچائے۔ اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے خوشیوں بھری زندگی ہمیں عطا فرمائے۔

(خاکسار۔ امۃ الباسط بیگم میر داؤد احمد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

ملاحت مبارکہ بنت صاحبزادی امتہ الاعلیٰ ماہم و محترم حبیب اللہ خان صاحب (عزیزہ ملاحت مبارکہ کی والدہ محترمہ صاحبزادی امتہ الاعلیٰ ماہم حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کی نواسی ہیں)

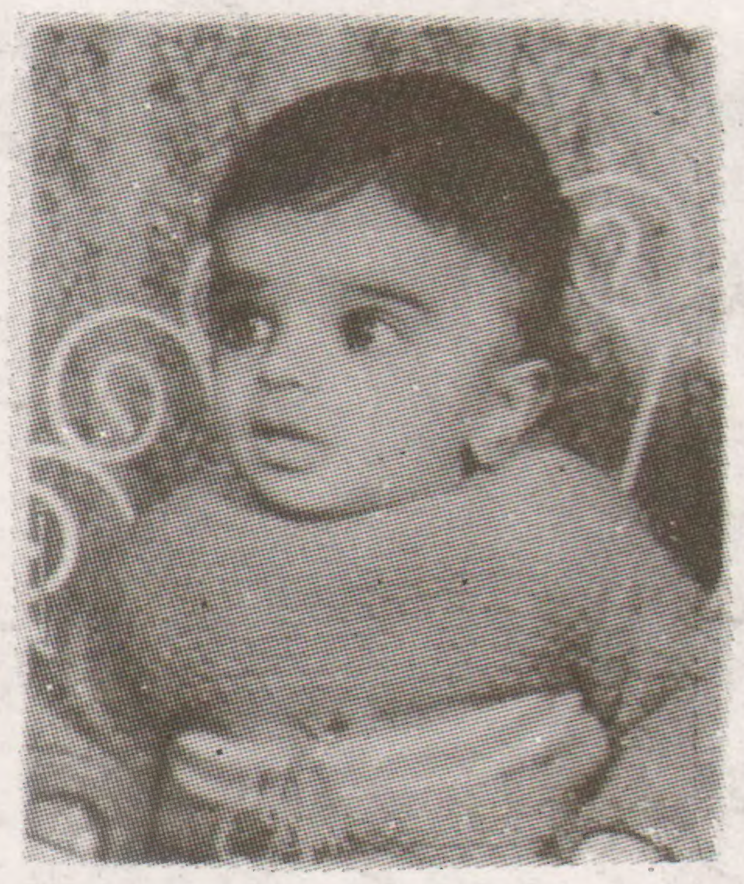

ذوالفقار احمد ابن عبدالحمید مجید صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ

تشکیل احمد عمر ابن خالد محمود صاحب شیخ پور تحصیل و ضلع گجرات

آصف احمد مستنصر ابن بشارت احمد صاحب چک نمبر ۳۱۶/E.B تحصیل و ضلع وہاڑی

فاروق سکندر ابن سکندر حیات صاحب لنگاہ ادرحماں تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

مدیحہ احمد ابن فیاض احمد خان صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ

فرمان احمد چٹھہ ابن خلیل احمد چٹھہ صاحب گوٹھ مولوی عبدالسلام عمرلا کھا دو ضلع نواب شاہ سندھ

فاطمہ بتول بنت ملک رفیق احمد صاحب طاہر آباد ۔ ربوہ

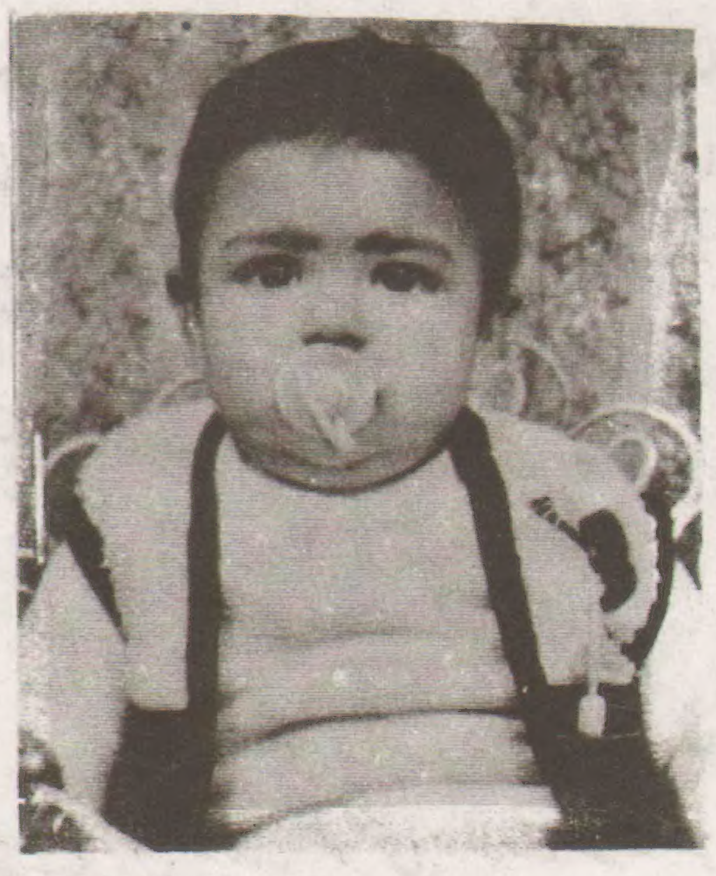

کنول رحمٰن بنت سردار فرحت حسین قیصرانی صاحب ۱۳/۴ دارالعلوم غربی ربوہ

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

● مرزا محمد یوسف صاحب کو پونڈہ میں ایکسیڈنٹ کیوجہ سے چوٹیں آئی ہیں۔

● محترمہ امتہ الرشید صاحبہ محلہ دارالعلوم جنوبی ربوہ کا بھانجا ایک حادثہ میں فوت ہو گیا ہے۔ بچے کے والدین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

● مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب سولنگی دارالرحمت وسطی اپنی بچی سامیہ مبشر کی صحت و درازیٔ عمر کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

● محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب قلعہ کالر والا پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ اب ان کی صحت کچھ بہتر ہے

● مکرم چوہدری محمد عبدالسمیع صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔

● مکرم مرزا پرویز بیگ صاحب عارف والا کی بیٹی شدید بیمار ہے۔

● مکرم رانا مبارک احمد صاحب کے بیٹے مکرم عنصر احمد صاحب جو کہ برطانیہ میں مقیم ہیں۔ پتہ میں پتھری کیوجہ سے بیمار ہیں اور اپریشن متوقع ہے۔

● مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب (پتوکی) کی اہلیہ صاحبہ بعارضۂ قلب بیمار ہیں۔

● مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)۔ کو موٹر سائیکل پر حادثہ پیش آگیا ہے۔

قارئین کرام ان سب کو اپنی نیم شب دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سانحہ ارتحال

● مکرم سید احمد علی صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی بڑی بہو محترمہ رحیمہ رضیہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید ناصر احمد شاہ صاحب طویل علالت کے بعد گھنڈی بیراں ضلع مظفر آباد (آزاد کشمیر) میں ۳۰ نومبر ۸۹ء کو ۷۴ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انہوں نے ایک بیٹی اور دو بیٹے بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ تدفین انکے گاؤں گھنڈی بیراں میں ہوئی۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

سیکرٹری کی ضرورت

● دفتر لجنہ اماء اللہ پاکستان ربوہ کے لئے ایک آفس سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ محنتی قابل خاتون ہو جو انتظامی اہلیت اپنے اندر رکھتی ہو۔ درخواستیں ۳۰ دسمبر تک پہنچ جائیں

(صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان)

ضروری اعلان

● صدر انجمن احمدیہ کے پنشنر وفات یافتہ کارکنان کی بیوگان دفتر محاسب کو اپنے ایڈریس (پتہ) سے فوری طور پر مطلع فرمائیں۔

(محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

احمدی طالبات متوجہ ہوں!

ایسی تمام احمدی طالبات جن کو کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخلہ مل رہا ہو جہاں مخلوط تعلیمی نظام ہو کیلئے ضروری ہے کہ وہ داخلہ سے قبل نظارت تعلیم کے توسط سے حضور پُرنور سے باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں اور منظوری کی صورت میں داخلہ لیں،

اسی طرح وہ تمام احمدی طالبات جو لاعلمی کے سبب مخلوط تعلیمی ادارے میں داخلہ لے چکی ہوں وہ بھی فوری طور پر نظارت تعلیم کے توسط سے حضور پُرنور سے باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں۔

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زراعت

کماد کی مونڈھی فصل

کماد زمیندار کی نقد آور فصل ہے۔ جو اس کی آمدنی میں اضافہ کا موجب ہوتی ہے جب فصل برداشت کر لی جاتی ہے۔ تو اس کے مڈھ زمین میں رہ جاتے ہیں۔ اس میں شگوفے پھوٹ پڑتے ہیں اور نئی فصل آئندہ سال حاصل ہو جاتی ہے عموماً مونڈھی فصل کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ اگر مونڈھی فصل پر اچھی طرح محنت کی جائے اور مناسب کھاد۔ گوڈی۔ دوائی پانی وغیرہ کا استعمال ہو تو پیداوار بہتر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا احباب کی راہنمائی کے لئے چند امور درج ہیں۔ جن کو مدنظر رکھ کر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اقسام کماد

بعض اقسام کماد کو مونڈھا رکھنا بعض کی نسبت بہتر ہے۔ لہٰذا بہتر اقسام کو مونڈھا رکھا جائے۔ جس کا پھوٹاؤ اچھا ہو۔ تجربات سے یہ اقسام بہتر ثابت ہوئی ہیں ٹرائی ٹان (TRITON) سی او ایل ۵۴ (COL 54) بی ایل ۴ (BL 4) اور ایل ۱۸ (L.18)۔ اس لئے کاشتکار احباب کو چاہیئے کہ یہ اقسام کاشت کریں۔

ایسی مونڈھی فصل رکھیں جو گھنی ہو۔ خیال رہے کہ اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے ایک ایکڑ میں گنوں کی تعداد ساٹھ سے ستر ہزار ہونی چاہیئے۔

ناغے لگانا

جہاں فصل چھدری ہو اور گنوں کی مطلوبہ تعداد پوری نہ ہو یا پھوٹاؤ کم ہو تو ناغے لگانے چاہئیں۔ خالی جگہوں پر ماہ فروری مارچ میں گنے کی پوریاں لگائی جائیں۔ تاکہ گھنی فصل تیار ہو۔

کھیت کی تیاری

جب فصل برداشت کی جائے۔ کھیت میں ہل چلا کر مونڈھوں کو مٹی سے ڈھانپ دیا جائے۔ ایسا کرنے سے کورا کا اثر نہ ہو سکے گا۔ جب کورا کا خطرہ نہ ہو تو ہل چلا کر یا کستی کی مدد سے مٹی کو جڑوں سے ہٹا دیا جائے۔

کھادوں کا استعمال

مونڈھی فصل کو بھی اتنی ہی کھاد کی ضرورت ہے جتنی دوسری تازہ فصل کو۔ فصل کی برداشت کے بعد ۸ سے ۱۰ گڈے گلی سڑی گوبر کی کھاد فی ایکڑ کے حساب سے دی جائے اور ہل چلا کر مڈھوں کے ساتھ مٹی چڑھا دی جائے درمیانی قسم کی زمین میں ۸۹ - ۴۶ - ۴۶ کلوگرام فی ایکڑ نائٹروجن۔ فاسفورس اور پوٹاش بالترتیب ڈالی جائے۔ عام فہم زبان میں یہ مقدار حسب ذیل ہوگی۔

چار بوری یوریا + دو بوری ٹرپل سپر فاسفیٹ + ۲، بوری سلفیٹ آف پوٹاش یا ۴، بوری یوریا + پانچ بوری سنگل سپر فاسفیٹ + ۲، بوری پوٹاشیم سلفیٹ یا ۳، بوری یوریا + ۲، بوری ڈی اے پی + ۲، بوری سلفیٹ پوٹاش۔

ساری فاسفورس اور ساری پوٹاش اور ۱/۳ نائٹروجن شروع میں ڈال دی جائے دوسری ۱/۳ نائٹروجن کھاد ماہ اپریل میں جب شگوفے نکل رہے ہوں اور بقیہ ۱/۳ نائٹروجن ماہ مئی کے آخر میں یا جون کے شروع میں ڈالی جائے۔

جڑی بوٹیوں کا تدارک

مونڈھی فصل میں گھاس۔ جڑی بوٹیاں بہت ہوتی ہیں۔ لہٰذا گوڈی کر کے ان کو تلف کیا جائے۔ اگر کماد قطاروں میں کاشت شدہ ہے تو ترپھالی یا ٹریکٹر سے گوڈی ہو سکتی ہے۔ جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے کے لئے کیمیاوی ادویات کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔ گیزاپیکس کومبی (GESA PEX COMBI) دوائی مفید ہے

کیڑے مکوڑوں کا تدارک

مونڈھی فصل کو کماد کا گڑوواں (Sugar cane Borer) شروع میں ہی نقصان کرنا شروع کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو فوری کنٹرول کرنا چاہیئے۔ اس کیلئے دانہ دار زہریں مثلاً فیوراڈان۔ ڈایا زنیان وغیرہ استعمال کی جائیں۔

آبپاشی

مونڈھی فصل کو ایک دو پانی دینے پڑتے ہیں۔ لہٰذا موسمی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب وقفوں سے پانی دیئے جائیں۔

اُمید ہے کہ ہمارے کاشتکار احباب مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھ کر پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت عطا فرما دے۔

(مرسلہ نظارت زراعت)

خبریں

ملکی خبریں

● "ضربِ مومن" نامی پاک فوج کی تاریخی فوجی مشقیں ۲۲ دسمبر کی شام ختم ہو گئیں۔ یہ مشقیں ۸ اور ۹ دسمبر کی شب ملک کے مختلف حصوں میں شروع ہوئی تھیں۔ ان میں سات انفنٹری ڈویژن فوج نے حصہ لیا۔

● وزیرِاعظم بے نظیر بھٹو کا طیارہ حادثے سے بال بال بچ گیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے ہوائی اڈے پر پاکستان ائر فورس کے فوکر طیارے کا ایک پہیہ لینڈنگ کرتے وقت رن وے سے اتر کر کچی زمین میں تین چار فٹ پھسلتا ہوا کیچڑ میں دھنس گیا۔ حادثہ کے وقت طیارے کی رفتار بہت کم تھی اس لئے کوئی نقصان نہیں ہوا

● چین پاک بحریہ کو طاقتور بنانے کیلئے بھرپور امداد دے گا۔ پاکستان کا اعلیٰ سطحی وفد چین روانہ ہو رہا ہے۔ چینی بحریہ کے سربراہ پاکستان پہنچ گئے ہیں۔

● درہ آدم خیل میں مفرور ملزموں کے نو گھر اور قحبہ خانے تباہ کر دیئے گئے ان ڈاکوؤں نے وزیرِ اعلیٰ سرحد کی پائلٹ گاڑی بھی وائرلیس سیٹ سمیت اغوا کر رکھی تھی اور اسسٹینٹ پولیٹیکل ایجنٹ کو دو دن سے اپنی قید میں رکھا ہوا تھا۔

● وفاقی حکومت کے دفاتر میں ہفتے میں دو چھٹیوں کا نظام دوبارہ رائج کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔

● سرحد کے معروف سیاسی خاندان کے رکن مسٹر سلیم سیف اللہ نے ان خبروں کی تردید کی ہے کہ ان کا خاندان مسلم لیگ چھوڑ کر پیپلز پارٹی میں شامل ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ ہم مسلم لیگی ہیں اور مسلم لیگی ہی رہیں گے۔

غیر ملکی خبریں

● فوج نے رومانیہ میں کمیونسٹ حکومت کیخلاف گذشتہ ایک ہفتے سے جاری خونریز فسادات اور حکومتی تشدد کو روکنے کیلئے صدر نکولائی چاؤشسکو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا ہے۔ صدر نکولائی گذشتہ ۲۴ برس سے رومانیہ کے بلا شرکت غیرے صدر تھے لیکن گذشتہ ایک ہفتے سے عوام کیطرف سے کمیونسٹ حکومت کو تبدیل کرنے کیلئے ملک گیر تحریک چلائی جا رہی تھی بخارسٹ ریڈیو کے مطابق صدر نکولائی اور اُن کی اہلیہ ملک سے نامعلوم مقام کیطرف فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ رومانیہ کے عوام نے اس تبدیلی پر بہت خوشی کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا۔ صدر نکولائی کی تصویر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا لاکھوں عوام نے سڑکوں پر نکل کر زبردست مظاہرہ کیا۔ سرکاری عمارتوں سے رومانیہ کی کمیونسٹ پارٹی کا قومی اور پارٹی کا پرچم اتار کر پرانا پرچم لگا دیا۔ عوام فوجی ٹینکوں پر سوار ہو گئے۔ رومانیہ کے وزیرِ دفاع کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ اُنہوں نے خودکشی کر لی ہے۔ تاہم تجارسٹ ٹیلی وژن کیمطابق انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے روس کی پارلیمنٹ میں اس اعلان کو بڑے افسوس کے ساتھ سُنا گیا۔ صدر چاؤشسکو کی گرفتاری کی اطلاع بھی موصول ہوئی ہے

● پانامہ کے دارالحکومت پانامہ سٹی پر امریکی فوجی کارروائی تین دن جاری رکھنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ امریکی فوج کے ڈائریکٹر ایرلفٹنز جنرل ٹام کیلی نے بتایا ہے کہ جنرل نوریگا کی فوج کی مزاحمت ختم ہو گئی ہے۔ تاہم اُنہوں نے بعض نیم فوجی دستوں کی طرف سے مزاحمت جاری رہنے کا اعتراف کیا ہے

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے
حب اطہراء کو متعارف کرانے والا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
• گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴۲ • ربوہ فون ۹۰۶
• قلعہ کالروالہ • ملتان • کراچی